محمد احمد ترازی
کراچی

تقریر

از

جناب سیٹھ احمد جعفر صاحب ممبر پارلیمنٹ

جو ممدوح نے جلسۂ عید میلاد النبی منعقدہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۲ھ

مطابق ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۵۲ء

بمقام آرام باغ جامع مسجد کراچی میں پڑھی

ناشر

(مولانا) شاہ احمد نورانی ناظم دفتر جمعیۃ علمائے پاکستان ۲۷

گارڈن ویسٹ۔ کراچی

(مشہور پیر بیکلو روڈ کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضراتِ علمائے کرام اور میرے عزیز بھائیو!

میں خود کو کسی طرح اس کا اہل نہیں پاتا کہ عیدِ میلاد النبی جیسے عظیم الشان مذہبی اجتماع میں حاضر ہو کر کچھ عرض کروں مسلمانانِ عالم کے نزدیک عیدِ میلاد وہ مقدس اور مبارک عید ہے جس پر ہزاروں عیدیں قربان کی جاسکتی ہیں۔

اس مذہبی تقریب میں بلاشبہ حضراتِ علماء کو ہی اس کا حق حاصل ہے کہ وہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات وسیرتِ شریفہ پر قرآنِ کریم اور احادیث کی روشنی میں اپنے خیالات پیش فرمائیں۔ مگر محض اس یقین وامید پر کہ آج جس ذاتِ پاک کا تذکرہ فرمایا جائے گا وہ رحمۃ للعٰلمین ہے

اور اس کے دامنِ کرم میں جہاں علماء اور صلحا جگہ پا سکتے ہیں وہاں مجھ جیسے گنہگار کو بھی یہ سعادت نصیب ہو سکتی ہے کہ میں بارگاہِ رسالت میں خراجِ عقیدت پیش کروں اور مجھے بھی سرکارِ ابد قرار کے درِ اقدس سے کچھ حصہ مل جائے۔

حضرات!

تاریخِ مذاہبِ عالم اس کی شاہد ہے کہ ہر نبی و رسول ایک خاص زمانہ و قوم کے لیے محدود وقت کے ساتھ تشریف لاتا، اس کی نبوت معینہ وقت کے اندر ختم ہو جاتی۔ اسی طرح اس کی سیرت و تعلیم محدود تھی۔

کیا دنیا کے اندر کوئی ایک نبی بھی ایسا آیا جس کی ہدایت تمام عالمِ انسانیت کے لیے سرمایۂ حیات بن سکے کیا کوئی ہے جو یہ کہہ سکے کہ اس کا دین خادم و غلام، حاکم و آقا، شاہ و گدا، راعی و رعایا، سرمایہ دار و غریب کے لیے مکمل پروگرام پیش کر سکے نہیں پوری دنیا میں ایک بھی شخصیت ایسی نہیں ملتی جس کی حیات دنیا کے ہر گوشہ،

گورے، کالے، شرقی و غربی کے لئے عام ہو، جو فوجی و عسکری
کاروباری، عدالتی، تجارتی، اقتصادی، اخلاقی، دینی و دنیوی
ہدایات کے لئے ایک نمونہ کامل بن سکے، کائناتِ عالم
کی اشیاء سے استفادہ کرنے، ترقیٔ انسانی کے مدارج
روحانی و دنیوی کے لئے، سیاست و حکومت، بین الاقوامی
تعلقات کے واسطے ایک ضابطۂ حیات پیش کر سکے۔

مہاجرین و پریشان حال انسانوں، دربدر کی ٹھوکریں
کھانے والوں کے لئے اس کے پاس قوانین ہوں۔ بندہ
و خدا کے درمیان صحیح تعلق پیدا کرنے والا اور دنیا کے
ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑنے والا پورے عالم میں ابتدا
سے تا انتہا سوائے اُس اکیلی ذات کے (جو مکہ معظمہ کی
سرزمین سے ہاشمیوں کے خاندان سے عبد المطلب و عبد اللہ
و بی بی آمنہ کی آغوش سے ظاہر ہوئی) کوئی ایک شخصیت
بھی ایسی نہ ملے گی جو پوری دنیا کے لئے رسول بنا کر خاتم الانبیاء
ہو کر سوائے حضور انور خاتمِ نبوت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لائی ہو۔

آپ تشریف لائے اور اس شان سے آئے کہ خود خلاقِ
عالم نے آپ کی ولادت و بعثت کا خطبہ پڑھا اور آپ کی تشریف
آوری کو اپنی سب سے بڑی نعمت قرار دیا۔ آپ رسولوں
میں سیّد الرُّسل بنائے گئے۔ محبوبیت و رسالت آپ
پر ختم کی گئی۔

دین بھی آپ کو وہ ملا جو تمام دینوں کا ناسخ، کتاب
ایسی عطا ہوئی جس میں دین و دنیا کی ہر بہتر سے بہتر ہدایت
موجود ہے۔ حضورِ خاتمُ الانبیاء ہی کی وہ ذاتِ اقدس ہے
جس نے انسانیت کی تکمیل فرمائی۔ آپ وہ ہیں جن پر رسول
نے فخر کیا اور آپ کے اُمّتی ہونے کی خواہش کی۔ آپ کے
بعد اب نہ کوئی نبی آسکتا ہے، نہ کوئی دین، آپ کی سیرت
و زندگی رہتی دنیا تک کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ آپ کے
ارشادات انسان کے ہر شعبۂ حیات کے لئے واضح نظام پیش
فرماتے ہیں۔ سیرتِ طیبہ کا ایک سمندر موجزن ہے۔

ایک وہ وقت تھا کہ جب دنیائے انسانیت سیرتِ
محمدیہ سے سبق حاصل کرتی تھی، لیکن اب وہ زمانہ بھی آگیا
جب کہ سیرتِ نبویہ کو سامنے رکھکر جس قوم مسلم نے دنیا کی ہدایت
کی، لیکن آج وہی مسلمان ہیں جو اسلامی تعلیمات، حضور کے ارشادات
سے منہ موڑ کر اغیار کو اپنا کعبۂ مقصود سمجھ رہے ہیں۔ مغربی سیاست
نے ایسا دیوانہ بنا دیا ہے جسے دیکھو وہ اس طرف دوڑا چلا جا رہا ہے
مسلمان حقیقت سے نگاہیں چرا رہے ہیں، سراب کو دریا سمجھ رہے ہیں
اپنے گھر کے خزانے کو چھوڑ کر کوڑے کرکٹ کے حاصل کرنے کے
درپے ہیں جس تعلیم نے انسان کو متمدن بنایا، اخلاق و تہذیب
سے مالا مال کیا، بحر و بر کا مالک بنایا، اس کی طرف سے ہم بے توجہی
کر رہے ہیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ نہ ہمارے اخلاق صحیح ہیں۔ نہ
اعمال درست ہیں۔ اور قعرِ مذلت کیطرف چلے جا رہے ہیں۔

حضرات، میرا اس بات پر کامل اعتقاد ہے کہ جب تک مسلمان خواہ
خواہ وزیر ہوں یا عوام، سیرتِ نبویہ پر عمل نہ کرینگے، قرآن کریم
کو اپنا دستورِ حیات نہ بنائینگے، وہ ترقی کی بجائے پستی کی طرف جائینگے

اور کبھی انکو حقیقی سربلندی نصیب نہ ہوگی۔ غور کیجئے! ایک وقت وہ بھی تھا کہ
ایک بدوی قوم کے افراد جن کے بدن پر صحیح و سالم کپڑے نہیں تھے، جو نہ دیبا
و حریر پہنتے تھے بلکہ کمبل کے ٹکڑے ان کا لباس تھا، جو فاقہ پر فاقہ کرتے تھے
تلواروں کی بجائے درخت کی شاخوں، اونٹوں کی ہڈیوں سے لڑتے، انہیں نہ
کثرتِ مال و افواج کی فکر تھی نہ ظاہری ساز و سامان کی وہ پرواہ کرتے تھے وہ بھروسہ
کرتے تھے تو خدا پر وہ اپنے سے بیس گنی فوج سے زائد کے مقابلہ میں آتے اور کامیاب
ہوتے جو کام تلواریں نہ کر سکیں وہ کام انکے اخلاقِ حسنہ نے کر دکھائے
ان کے عامل اور خلفاء اور عوام میں کوئی فرق نہ تھا، وہ ایک ساتھ
بیٹھتے اٹھتے، انمیں باہمی محبت و دوستی مخلصانہ تھی انکی دوستی اور لڑائی صرف
خدا کیلئے تھی آپسمیں ایسے شیر و شکر تھے کہ جسکی مثال نہیں مل سکتی اور یہ سب
وہی تھے جو سیرتِ محمدیہ سے قبل آپس کے جدال و قتال، درندگی و غارتگری میں اپنی
نظیر نہ رکھتے تھے مگر سیرتِ محمدیہ نے انہیں ایسا بدل دیا کہ فرشتے بھی انکے سامنے
اپنا کچھ مقام نہ جانتے تھے دنیائے کافری ان مٹھی بھر عشاق نبی سے خائف و لرزاں تھی
آج جبکہ ہماری تعداد کروڑوں سے متجاوز ہے مگر ہم میں نہ اطاعتِ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ رہا اور نہ وہ محبت رسالت ہی رہی ممکن نہ تھا کہ اس زمانے

ہیں کوئی مسلمان حضور کی توہین برداشت کر سکتا۔ وہ جیتے ہی تھے تو صرف اس لئے کہ حضور پاک کی رسالت پر قربان ہو جائیں۔ مگر آج خوشی سے حضور کی [illegible]

پس اے برادرانِ عزیز میں مخلصانہ درخواست کرتا ہوں کہ ہم میں کا ہر شخص خواہ وہ کتنا ہی بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا کیوں نہ ہو یہ عہد واثق کرے کہ حضور پاک کی سیرتِ شریفہ سے سبق حاصل کرے اس پر عمل کرے۔ ہر سال کے عیدِ میلاد سے اپنی سال بھر کی زندگی کا ایک پروگرام تیار کرے اور گھر گھر اسے پہنچائے اور عیدِ میلاد پاک کو اسکی حقیقی روح کے ساتھ منائے۔

ہم اپنے محترم بزرگ مجاہدِ ملت حضرت مولانا بدایونی صاحب کا شکر گزار ہیں کہ انہوں نے جمعیۃ علمائے پاکستان کے اس عظیم الشان اجتماع عیدِ میلادِ مبارک میں مجھے بولنے کا موقع دیا۔

اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلائے۔ اور جمعیۃ علمائے پاکستان کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ آمین

احمد ای۔ ایچ۔ جعفر

۸ ربیع الاول شریف [illegible]، ۲ نومبر [illegible]